انبیاء علیہم السلام کے مکالمے قرآن مقدس کی روشنی میں

پروفیسر ڈاکٹر عبدالقادر چاچڑ
گورنمنٹ کالج سکھر

ABSTRACT

Conversation, oral question answer & address to same one is called Dialogue. The history of dialogue is more ancient than human. When god intended to create human being. He told angels, them dialogue started between god & angels & this dialogue seem the ancient dialogue.

Holy Quran is the last revealed book, in which dialogue have been given from Hazart Adm to Hazart Mohmmad peace be upon him.

The dialogues of Holy Quran are true and there is no doubt. That the dialogues of the Holy Quran keep historical statues & these dialogues are guidance to human & it is the best source of direction.

The dialogue of Hazart Yousuf. Hazart Suleman & Hazart Easa are very essential. The followers of Hazart Nooh & nations of Aad, Samood & Madian suffered from catastrophe & these events have been mentioned in these dialogues. Besides these followers, their cities are lesson going places.

گفتگو کرنا، ہم کلام ہونا، بات چیت اور زبانی سوال ہونا، بات چیت اور زبانی سوال جواب کو مکالمہ کہا جاتا ہے۔(۱)

مکالمہ کی تاریخ، انسانیت سے زیادہ قدیم ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو یہ بات ملائکہ پر ظاہر فرمائی، پھر انسان کی پیدائش کے متعلق اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کے درمیان مکالمہ ہوا اور یہی قدیم ترین مکالمہ معلوم ہوتا ہے: قرآن مجید آخری الہامی کتاب ہے، جس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک تمام اہم مکالمے مذکور ہیں، جس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور ملائکہ میں مکالمہ، حضرت نوح علیہ السلام کا مکالمہ، حضرت ہود علیہ السلام کا مکالمہ، حضرت صالح علیہ السلام کا مکالمہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مکالمہ، حضرت لوط علیہ السلام کا مکالمہ، حضرت یوسف علیہ السلام کا مکالمہ، حضرت شعیب علیہ السلام کا مکالمہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مکالمہ، حضرت سلیمان علیہ السلام کا مکالمہ، حضرت زکریا علیہ السلام کا مکالمہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مکالمہ اور حضرت محمد نبی کریم علیہ السلام کا مکالمہ شامل ہیں، قرآن کریم میں مذکورہ تمام مکالمے سچے ہیں اور ان میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ قرآن مجید میں مذکورہ مکالمے حقیقی تاریخی حیثیت کے حامل ہیں، قرآن مجید میں مذکورہ مکالمے عبرت اور ہدایت حاصل کرنے کے لئے مشعل راہ ہیں، قرآن مجید میں مذکورہ اہم مکالمے پیش خدمت ہیں:

اللہ تعالیٰ اور ملائکہ میں مکالمہ:

اللہ تعالیٰ: (اے پیغمبر!) جب تمہارے پروردگار نے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین میں اپنا ایک نائب مقرر کرنے والا ہوں۔

ملائکہ: زمین پر ایسی مخلوق کیوں پیدا کر رہے ہو جو فساد برپا کرے اور خون بہائے، ہم آپ کی تعریف کرتے ہیں اور پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ: جو میں جانتا ہوں وہ آپ نہیں جانتے۔(۲)

پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت انسان پیدا ہوا اور اسی کے حکم سے سارے ملائکہ بارگاہ الٰہی میں سربسجود ہوئے، مگر ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا، اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا کہ تجھے کیا ہوا کہ سجدہ کرنے والوں میں شمولیت کرنے سے انکار کردیا، اس نے کہا: کیا میں اس کو سجدہ کردوں؟ جس کو تو نے کالی اور سڑی ہوئی کھنکناتی مٹی سے پیدا کیا ہے، اس پر پروردگار نے ابلیس کو حکم دیا کہ تو

بہشت سے نکل جا۔(۳)

حضرت نوح علیہ السلام کا قوم سے مکالمہ:

حضرت نوح علیہ السلام کا علاقہ دجلہ اور فرات ندیوں کے کنارے تھا اور طوفان نوح کے بعد ان کی کشتی جودی جبل کے جس حصے پر لنگر انداز ہوئی تھی وہ موصل کے قریب ہے۔(۴)

حضرت نوح علیہ السلام کو آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے، یعنی آدم علیہ السلام کی طرح طوفان نوح کے بعد یہ دوسرے ابوالبشر ہیں۔(۵)

حضرت نوح علیہ السلام: تم صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، مجھے تو تم پر دردناک عذاب کا خوف ہے۔

قوم کے سردار: ہم تجھے اپنے جیسا انسان دیکھتے ہیں اور تیرے تابعداروں کو بھی دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ واضح طور پر سوائے نیچے لوگوں کے اور کوئی نہیں جو بے سوچے سمجھے تمہاری پیروی کرتے ہیں، ہم تو تمہاری کسی قسم کی برتری اپنے اوپر نہیں دیکھ رہے، بلکہ ہم تو تمہیں جھوٹا سمجھ رہے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام: میں تم سے اس پر کوئی مال نہیں مانگتا اور میں ان مومنوں کو اپنے پاس سے نکال دوں تو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں میری مدد کون کرسکتا ہے، میں نہیں کہتا کہ میرے پاس خزانے ہیں، میں غیب کا علم بھی نہیں رکھتا اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔

قوم نوح: اے نوح! تونے ہم سے بحث کرلی اور خوب بحث کرلی اور تو جس چیز سے ہمیں دھمکا رہا ہے وہی ہمارے پاس لے آ، اگر تو سچوں میں سے ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام: اسے بھی اللہ تعالیٰ ہی لائے گا، اگر وہ چاہے اور ہاں تم اسے ہرانے والے نہیں ہو۔

اللہ تعالیٰ: اے نوح! ایک کشتی تیار کر۔

(حضرت نوح علیہ السلام کشتی بنانے لگے اور قوم کے سردار جب وہاں سے گزرتے تو خوب مذاق اڑاتے)

حضرت نوح علیہ السلام: (اے بیٹے) اس کشتی میں بیٹھ جا۔

بیٹے کا جواب: میں کسی بڑے پہاڑ کی پناہ میں آجاؤں گا۔

حضرت نوح علیہ السلام: آج اللہ تعالیٰ کے امر سے بچانے والا کوئی نہیں، مگر جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

اے پروردگار! میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے۔ (اسے بچا لے)

اللہ تعالیٰ: اے نوح! یقیناً وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے، اس کے کام بالکل ناشائستہ ہیں، تجھے ہرگز وہ چیز نہیں مانگنی چاہئے جس کا تجھے علم نہ ہو۔

حضرت نوح علیہ السلام: اے پروردگار! میں ایسی چیز مانگنے سے پناہ مانگتا ہوں جس کا مجھے علم نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ: اے نوح! ہماری جانب سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ اتر جو تجھ پر ہیں اور تیرے ساتھ کی بہت سی جماعتوں پر۔ (۶)

حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان کا دورانیہ چالیس دن تھا۔ (۷) حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں اسی لوگ سوار تھے، جن میں چالیس مرد اور چالیس عورتیں تھیں۔ (۸) حضرت نوح علیہ السلام کے نافرمان بیٹے کا نام یام اور لقب کنعان تھا اور یہ چوتھے نمبر کا بیٹا تھا۔ (۹)

حضرت ہود علیہ السلام کا اپنی قوم سے مکالمہ:

حضرت ہود علیہ السلام کا تعلق عاد قبیلہ سے تھا، اور یہ عرب کا قبیلہ تھا، جس کا مسکن یمن ملک میں حضر موت کے شمال میں احقاف کے مقام پر تھا۔ (۱۰)

حضرت ہود علیہ السلام السلام: میری قوم والو! اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

قوم ہود، اے ہود! تو ہمارے پاس کوئی دلیل تو لایا نہیں اور ہم صرف تیرے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں اور نہ ہم تم پر ایمان لانے والے ہیں۔

حضرت ہود علیہ السلام: میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہوں اور تم بھی گواہ رہنا کہ میں تو اللہ تعالیٰ کے سوا ان سب سے بیزار ہوں، جنہیں تم شریک بنا رہے ہو۔ (۱۱)

عاد والے بت پرست تھے اور اپنے پیشرو قوم نوح علیہ السلام کی طرح صنم پرستی اور صنم تراشی میں ماہر تھے۔ (۱۲)

حضرت صالح علیہ السلام کا اپنی قوم سے مکالمہ:

حضرت صالح علیہ السلام کا تعلق ثمود قبیلہ سے تھا، ثمود کی بستیاں پہاڑوں میں تھیں، حجاز اور شام کے درمیان وادی قریٰ تک کے میدان میں ان کی آبادیاں تھی۔(۱۳) حضرت صالح علیہ السلام کا بھی اپنی قوم سے اللہ تعالیٰ کے ماننے اور بندگی کرنے پر مکالمہ ہوا۔

حضرت صالح علیہ السلام: اے میری قوم! تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

قوم صالح: کیا تو ہمیں ان کی عبادت سے روکتا ہے جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے ہیں۔

حضرت صالح علیہ السلام: اے میری قوم! ذرا بتاؤ اگر میں اپنے رب کی طرف سے کسی مضبوط دلیل پر ہوا اور اس نے مجھے اپنے پاس کی رحمت عطا کی ہو، اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی یہ اونٹنی جو تمہارے لئے ایک معجزہ ہے، اسے کسی طرح ایذا نہ پہنچاؤ ورنہ فوری عذاب تمہیں پکڑ لے گا۔(۱۴)

قوم صالح نے اونٹنی کو ایذا پہنچایا اور تین دن کے بعد عذاب الٰہی نے انہیں تباہ و برباد کردیا۔(۱۵)

اللہ تعالیٰ نے تین مضبوط اور مشہور قوموں قوم نوح، قوم عاد اور قوم ثمود کو عجیب طریقے سے تباہ و برباد کیا، حضرت نوح علیہ السلام کی قوم طوفان سے، حضرت ہود علیہ السلام کی قوم (عاد) کو زوردار چیخ سے، قوم صالح علیہ السلام (ثمود) کو تیز آندھی سے تباہ و برباد کیا۔(۱۶)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مکالمے:

حضرت ابراہیم علیہ السلام امام الناس کے منصب پر فائز کئے گئے، چنانچہ مسلمان ہی نہیں بلکہ یہودی، عیسائی حتیٰ کہ مشرکین عرب سب ہی میں ان کی شخصیت کو محترم اور پیشوا مانتی اور سمجھی جاتی ہے۔(۱۷) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش عراق میں ہوئی، پھر آپ علیہ السلام ہجرت کر کے فلسطین چلے گئے، جہاں پر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت ہوئی، پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنی بیوی حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو مکہ مکرمہ میں موجودہ خانہ کعبہ کے قریب آب زم زم کے مقام پر چھوڑ کر آئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بڑھاپے میں بھی اولاد کی خواہش تھی، ان کی خواہش اللہ تعالیٰ نے

پوری کی اور اسی خوشخبری کے لئے فرشتہ بھیجا، جن کے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان مکالمہ ہوا۔

ملائکہ کے ساتھ مکالمہ:

ملائکہ: ہم سے نہ ڈرو، ہم آپ علیہ السلام کو بیٹے کی بشارت دیتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام: کیا اس بڑھاپے کے آجانے کے بعد تم مجھے خوشخبری دیتے ہو؟ یہ خوشخبری تم کیسے دے رہے ہو؟

ملائکہ: ہم آپ علیہ السلام کو بالکل سچی خوشخبری سناتے ہیں، آپ علیہ السلام مایوس لوگوں میں شامل نہ ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام: اپنے رب تعالیٰ کی رحمت سے ناامید تو صرف گمراہ اور بہکے ہوئے لوگ ہی ہوتے ہیں۔

ملائکہ: ہم مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔(۱۸)

حضرت ابراہیم کی قوم بت پرست تھی ورقوم کے لوگ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔(۱۹) خود حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد آذر بت بناتے اور بیچتے تھے۔ انہوں نے اپنے باپ کو توحید کی دعوت عجیب انداز میں دی اور اس موقع پر اپنے والد کے ساتھ جو مکالمہ ہوا وہ قرآن مجید میں اس طرح مذکور ہے:

باپ اور قومِ (حضرت ابراہیم علیہ السلام) والوں کے ساتھ مکالمہ:

حضرت ابراہیم علیہ السلام: نے باپ اور قوم والوں سے کہا: کہ یہ مورتیاں جن کے تم مجاور ہو کیا ہیں؟

سب نے کہا (قوم اور باپ): ہم نے اپنے باپ دادا کو انہی کی عبادت کرتے ہوئے پایا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام: تم اور تمہارے باپ دادا بھی یقیناً کھلی گمراہی میں مبتلا رہے۔

قوم ابراہیم علیہ السلام: کیا آپ علیہ السلام ہمارے پاس سچ مچ حق لائے ہیں؟ یا یوں ہی مذاق کر رہے ہیں؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام: درحقیقت تم سب کا رب وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے، اللہ کی

قسم میں تمہارے ان معبودوں کے ساتھ جب تم علیحدہ پیٹھ پھیر کر چل دو گے ایک چال چلوں گا (حضرت ابراہیم علیہ السلام نے موقع دیکھ کر تمام بتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور صرف بڑے بت کو چھوڑ دیا)

قوم ابراہیم (علیہ السلام): ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کس نے کیا؟ بولے ہم نے ایک نوجوان (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کو ان کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا تھا۔ اے ابراہیم (علیہ السلام)! کیا تو نے ہی ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام: یہ کام اس کے بڑے نے کیا ہے، تم اپنے خداؤں سے پوچھ لو، اگر یہ بولتے ہوں؟

قوم ابراہیم (علیہ السلام): پس یہ لوگ اپنے دلوں میں قائل ہو گئے اور کہنے لگے واقعی ظالم تو تم ہی ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام: افسوس! کیا تم اللہ کے علاوہ ان کی عبادت کرتے ہو؟ جو نہ تمہیں کچھ نفع پہنچا سکیں نہ نقصان۔

قوم ابراہیم: اپنے خداؤں کی مدد کرو، اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ: اے آگ: تو ٹھنڈی پڑ جا اور ابراہیم (علیہ السلام) کے لئے سلامتی بن جا۔ (۲۰)

کفار نے آگ کا بہت بڑا الاؤ تیار کیا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے معجزے سے آگ کو گل گلزار بنا دیا اور ابراہیم علیہ السلام کو دشمنوں کی سازش سے بچالیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کے متعلق اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی، پروردگار اس شہر کو امن کا گہوارہ بنا دے، تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ تم فرمانبردار ہو جاؤ، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا میں نے رب العالمین کی فرمانبرداری کی۔ (۲۱)

حضرت لوط علیہ السلام کا قوم کے ساتھ مکالمہ:

حضرت لوط علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچازاد بھائی تھے اور ان کی بستی بحرہ میت کے جنوب مشرق میں واقع تھی۔ (۲۲) اللہ تعالیٰ کی جانب سے ملائکہ پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور پھر حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے۔ (۲۳) حسین وجمیل فرشتے نوعمر لڑکوں کی صورت میں جب مہمان بن کر آئے تو

لوط علیہ السلام کی قوم بدکاری کی لالچ میں دوڑتی ہوئی آئی، اب انہیں اپنے مہمانوں کی عزت کی فکر لاحق ہوئی، اور اس کے متعلق ان کا قوم سے مکالمہ ہوا۔

حضرت لوط علیہ السلام: اے قوم! یہ میری بیٹیاں تمہارے لئے بہت پاکیزہ ہیں، اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مجھے مہمانوں کے بارے میں رسوا نہ کرنا۔

قوم لوط: اے لوط، تو بخوبی جانتا ہے کہ ہمیں تیری بیٹیوں پر کوئی حق نہیں ہے، تو ہمارے اصلی چاہت سے بخوبی واقف ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام: کاش مجھ میں تم سے مقابلہ کرنے کی طاقت ہوتی یا بیٹھتا کسی مستحکم پناہ ہیں۔

فرشتے: اے لوط، ہم اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں، پس تو اپنے گھر والوں کو لے کر نکل جا۔ (۲۴)

پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان پر پتھر برسائے گئے اور پوری بستی زیر وزبر ہوگئی۔ (۲۵)

حضرت یوسف علیہ السلام کا مکالمہ:

حضرت یوسف علیہ السلام بن حضرت یعقوب علیہ السلام بن حضرت اسحاق علیہ السلام بن حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ وہ نبی تھے، ان کے باپ، دادا اور پڑدادا بھی نبی تھے۔ (۲۶)

حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ تاریخی حیثیت کا حامل اور سبق آمیز ہے جس میں باپ کی شفقت، بھائیوں کی بے وفائی، عورت کی چالاکی اور حسن یوسف کا ذکر مذکور ہے اور یہ تمام باتیں ایک مکالمہ کی صورت میں قرآن مجید میں مذکور ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام: اباجان! میں نے گیارہ ستاروں کو اور سورج کو دیکھا کہ وہ سب مجھے سجدہ کررہے ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام: پیارے بچے! اپنے اس خواب کا ذکر اپنے بھائیوں سے نہ کرنا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی: یوسف (علیہ السلام) اور اس کا بھائی (بن یامین) باپ کے بہت زیادہ پیارے ہیں، یوسف (علیہ السلام) کو تو قتل کرڈالو یا کسی جگہ پھینک دو۔

ایک بھائی: یوسف علیہ السلام کو قتل نہ کرو بلکہ اسے کسی اندھے کوئیں میں ڈال دو۔

یوسف علیہ السلام کے بھائی: اباجان! آخر آپ یوسف کے بارے میں ہم پر اعتبار کیوں نہیں

کرتے، ہم اس کے خیر خواہ ہیں۔

یوسف علیہ السلام کے بھائی: ہماری موجودگی میں اگر اسے بھیڑیا کھاجائے تو ہم بالکل نکمے ہی ہوئے۔

شکار سے واپس آکر کہنے لگے کہ اباجان! ہم تو آپس میں دوڑ میں لگ گئے اور یوسف علیہ السلام کو ہم نے سامان کے پاس چھوڑا، پس اسے بھیڑیا کھا گیا۔

پھر اللہ تعالیٰ کی حکمت کہ ایک بیوپاری قافلے نے کوئیں سے اسے نکالا اور مصر کی منڈی میں بیچ ڈالا، جسے مصر کے بادشاہ عزیز مصر نے خرید لیا۔

عزیز مصر: اپنی بیوی سے کہا کہ: اسے بہت عزیز و احترام سے رکھنا، بہت ممکن ہے کہ یہ ہمیں فائدہ پہنچائے۔

عزیز مصر کی بیوی: اس عورت نے یوسف علیہ السلام کو بہلانا پھسلانا شروع کیا کہ وہ اپنے نفس کی نگرانی چھوڑ دے اور دروازہ بند کر کے کہنے لگی آ جاؤ۔

حضرت یوسف علیہ السلام: اللہ تعالیٰ کی پناہ! حضرت یوسف علیہ السلام بچنے کے لئے دروازے کی طرف بھاگے کہ دروازے پر عزیز مصر سامنے آ گیا۔

عزیز مصر کی بیوی: عورت نے (جھوٹا الزام لگا کے) کہا کہ جو تیری بیوی کے ساتھ برا ارادہ کرے اسے قید کر لو۔

حضرت یوسف علیہ السلام: یہ عورت ہی مجھے پھسلا رہی تھی۔

ایک شخص: عورت کے قبیلے ہی کے ایک گواہ نے کہا کہ اگر اس کا کرتا آگے سے پھٹا ہوا ہو تو عورت سچی اور یوسف جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے اور اگر اس (یوسف علیہ السلام) کا کرتا پیٹھ کی جانب سے پھٹا ہوا ہے تو عورت جھوٹی ہے اور یوسف سچا ہے، خاوند (عزیز مصر) نے دیکھا کہ کرتا پیٹھ کی جانب سے پھٹا ہوا ہے۔

شہر کی عورتیں: شہر کی عورتوں میں چرچا ہونے لگا کہ عزیز کی بیوی اپنے غلام کو اپنا مطلب نکالنے کے لئے بہلانے پھسلانے میں لگی رہتی ہے۔

عزیز مصر کی بیوی: اس نے جب اپنے بارے میں یہ باتیں سنیں تو انہیں بلوا بھیجا اور ان کے لئے ایک مجلس مرتب کی اور ان میں سے ہر ایک کو (میوہ کاٹنے کے لئے) چھری دی اور کہا کہ اے

یوسف (علیہ السلام)! ان کے سامنے چلے جاؤ۔

ان عورتوں نے جب اسے دیکھا تو بہت بڑا جانا اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔

عزیز مصر کی بیوی: یہی ہے جن کے بارے میں تم مجھے طعنے دے رہی تھیں اور جو کچھ اسے کہہ رہی ہوں، اگر یہ نہ کرے گا تو یقیناً قید کر دیا جائے گا۔

حضرت یوسف علیہ السلام: اے میرے پروردگار! جس بات کی طرف مجھے یہ عورتیں بلا رہی ہیں اس سے تو میرے لئے جیل خانہ بہت بہتر ہے۔ (۲۷)

پھر حضرت یوسف علیہ السلام قید کر دیئے گئے، جیل خانہ میں دو آدمیوں کے خواب کی تعبیر دی، جو بالکل سچی ثابت ہوئی، پھر بادشاہ نے خواب دیکھا تو اس کی تعبیر سے سارے لوگ قاصر رہے، ان قیدیوں میں سے ایک نے کہا: (جو کہ اپنے خواب کی تعبیر کے مطابق بادشاہ کے ہاں واپس نوکر بن کر کام کر رہا تھا) کہ بادشاہ سلامت اس کی تعبیر صرف اور صرف یوسف علیہ السلام ہی بیان کر سکتے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کے خواب کی تعبیر دی، جو سچی ثابت ہوئی اور ملک میں قحط سالی شروع ہوئی، قحط کا اثر نہ صرف مصر پر پڑا، بلکہ کنعان تک اس کے اثرات جا پہنچے، جہاں حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹے رہائش پذیر تھے۔

پھر بادشاہ نے کہا: یوسف (علیہ السلام) کو میرے پاس لاؤ، جب قاصد حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا: اپنے بادشاہ کے پاس جاؤ اور اس سے پوچھ کہ ان عورتوں کا حقیقی وقعہ کیا ہے؟ جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے۔

بادشاہ نے پوچھا اے عورتو! اس وقت کا صحیح واقعہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: معاذ اللہ ہم نے یوسف (علیہ السلام) میں کوئی برائی نہیں پائی، پھر عزیز مصر کی بیوی بھی بول اٹھی کہ اب تو سچی بات سامنے آ گئی ہے، میں نے ہی اسے ورغلایا تھا۔ (۲۸)

اسی دوران اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کی بادشاہی عطا کی اور ان کے بھائی غلہ لینے کے لئے پہنچے، انہوں نے اپنے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کو نہیں پہچانا، لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں پہچان لیا۔ (۲۹)

حضرت شعیب علیہ السلام کا مکالمہ:

اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو مدین والوں کے پاس ہدایت کے لئے بھیجا، مدین ایک شہر کا نام ہے اور یہ شہر ملک شام کے اطراف میں کے علاقہ میں واقع تھا، اہل مدین والے عرب نسل سے تعلق رکھتے تھے۔(۳۰) اس شہر کے آثار آج بھی باقی ہیں اور یہ شہر حجاز مقدس اور شام کے درمیان واقع ہے۔(۳۱)

حضرت شعیب علیہ السلام کا اپنی قوم کے ساتھ ایک اہم مکالمہ ہوا جو قرآن مجید میں یوں مذکور ہے:

حضرت شعیب علیہ السلام: اے قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اور تم ناپ تول میں کمی نہ کرو۔

قوم شعیب (علیہ السلام): اے شعیبؑ! کیا تیری نماز تجھے یہی حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے معبودوں کو چھوڑ دیں اور ہم اپنے مالوں میں جو کچھ چاہیں اس کا کرنا بھی چھوڑ دیں۔

حضرت شعیب علیہ السلام: اے میری قوم! دیکھو اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل لئے ہوئے ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے بہترین روزی دے رکھی ہے، اے میری قوم! کہیں ایسا نہ ہو کہ میری مخالفت تمہیں ان عذابوں کا مستحق بنادے، جو قوم نوح (علیہ السلام) اور قوم ہود (علیہ السلام) اور قوم صالح (علیہ السلام) کو پہنچی ہیں اور قوم لوط (علیہ السلام)) کا انجام) تو تم سے کچھ دور نہیں۔

قوم شعیب (علیہ السلام): اے شعیب! تیری اکثر باتیں تو ہماری سمجھ میں ہی نہیں آتیں۔

حضرت شعیب علیہ السلام: اے میری قوم! اب تم اپنی جگہ عمل کرو، میں بھی عمل کر رہا ہوں، عنقریب جان لوگے کہ کس پر عذاب آتا ہے۔(۳۲)

پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان پر عذاب آ پہنچا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کے ماننے والوں کو نجات ملی اور نافرمان لوگ تباہ و برباد ہوئے (۳۳)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مکالمے:

حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں سے تھے اور اسرائیل (بمعنٰی عبداللہ) حضرت یعقوب [illegible] کا لقب تھا۔(۳۴) حضرت شعیب علیہ السلام ان کے سسر تھے (۳۵) اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل (اولاد [illegible]وب علیہ السلام) کو تمام عالم میں فضیلت دی ہے۔(۳۶) لیکن عزت وفضیلت کے باوجود جب اللہ تعالیٰ

نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات دینے کے لئے طور (جبل) پر بلایا تو بنی اسرائیل نے سامری کے پیچھے لگ کر بچھڑے کی پوجا شروع کر دی، لیکن اللہ تعالیٰ نے پھر بھی انہیں معاف کر دیا۔ (۳۷)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت خضر علیہ السلام سے مکالمہ، فرعون سے مکالمہ اور اپنی قوم سے مکالمہ قرآن مجید میں تفصیل سے مذکور ہیں، یہاں یہ مکالمے دئے جاتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون میں مکالمہ:

حضرت موسیٰ علیہ السلام: پروردگار! مجھے تو خوف ہے کہ کہیں وہ مجھ کو مار ڈالیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ: ہرگز ایسا نہ ہوگا تم دونوں (حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام) فرعون کے پاس جا کر کہو کہ بلاشبہ ہم رب العالمین کے بھیجے ہوئے ہیں۔

فرعون: کیا ہم نے تجھے بچپن میں اپنے ہاں نہیں پالا تھا؟ اور تو نے اپنی عمر کے بہت سے سال ہم میں نہیں گزارے؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام: میں نے اس کام کو اس وقت کیا جب میں چوکنے والا تھا۔

فرعون: رب العالمین کیا چیز ہے؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام: وہ آسمان اور زمین اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں کا رب ہے۔

فرعون: (اپنے آدمیوں سے کہا) کیا تم سن نہیں رہے ہو؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام: تمہارا اور تمہارے اگلے باپ دادا کا پروردگار ہے۔

فرعون: (اپنے آدمیوں سے کہا) یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے یہ تو یقیناً دیوانہ ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام: وہی مشرق ومغرب کا اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں کا رب ہے۔

فرعون: سن لے! اگر تو نے میرے سوا کسی کو معبود بنایا تو میں تمہیں قید میں ڈال دوں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام: چاہے میں تیرے پاس کوئی کھلی چیز لے آؤں۔

فرعون: اگر تو سچوں میں ہے تو پیش کر۔

اسی وقت آپ (حضرت موسیٰ علیہ السلام) نے لاٹھی ڈال دی جو کھلم کھلا اژدہا بن گئی اور اپنا ہاتھ کھینچ نکالا تو وہ بھی اسی وقت ہر دیکھنے والے کو سفید چمکیلا نظر آنے لگا۔

سردار: فرعون! آپ انسے اور اس کے بھائی کو مہلت دیجئے اور تمام شہروں میں ہرکارے بھیج

دیجئے، جو آپ کے پاس ذی علم جادوگر لے آئیں پھر مقررہ دن پر تمام جادوگر جمع کئے گئے اور فرعون نے لوگوں سے کہا کہ تم بھی مجمع میں حاضر ہو جاؤ، تاکہ اگر جادوگر غالب آ جائیں تو ہم ان کی ہی پیروی کریں۔

جادوگر: اگر ہم جیت گئے تو ہمیں کچھ انعام بھی ملے گا۔

فرعون: ہاں! تم میرے خاص درباری بن جاؤ گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام: جادوگروں سے کہا جو کچھ تمہیں ڈالنا ہے ڈال دو، انہوں نے رسیاں اور لاٹھیاں ڈال دیں اور کہنے لگے کہ عزت فرعون کی قسم! ہم یقیناً غالب رہیں گے۔ اب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی میدان میں ڈال دی، جس نے اس وقت ان کے جھوٹ موٹ کے کرتب کو نگلنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھتے ہی جادوگر بے اختیار سجدے میں گر گئے اور رب العالمین پر ایمان لائے۔

فرعون: آپ ایمان لائے میری اجازت کے بغیر! میں ابھی تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ دوں گا اور تم سب کو سولی پر لٹکا دوں گا۔

جواب میں کہا: کوئی حرج نہیں، ہم تو اپنے رب کے طرف لوٹنے والے ہیں۔ (۳۹)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قوم سے مکالمہ:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قوم بنی اسرائیل کے ساتھ بھی مکالمہ ہوا جس میں گائے (بقرہ) ذبح کرنے کا حکم دیا گیا، اسی مکالمے (قصے) کی وجہ سے اس سورت کا نام بقرہ رکھا گیا جو کہ یہ قرآن مجید کی سب سے بڑی سورت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام: اے میری قوم! بچھڑے کو معبود بنا کر تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، اب تم اپنے پیدا کرنے والے کے طرف رجوع کرو، وہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

قوم موسیٰ (علیہ السلام): جب تک ہم اپنے رب کو سامنے نہ دیکھ لیں ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام: اللہ تعالیٰ تمہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔

قوم موسیٰ: (اے موسیٰ!) ہم سے مذاق کیوں کرتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام: میں مذاق کرنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔

قوم موسیٰ: دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے اس کی ماہیت بیان کرے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ گائے نہ تو بالکل بڑھیا ہو، نہ بچہ، بلکہ درمیانی عمر کی ہو۔

قوم موسیٰ: (اے موسیٰ!) دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ بیان کرے کہ اس کا رنگ کیسا ہو؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام: اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ گائے سبز رنگ کی ہو۔

قوم موسیٰ: اب رب سے دعا کیجئے کہ ہمیں اس کی مزید صفات بتلائے؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ گائے کام کرنے والی، زمین میں ہل جوتنے والی اور کھیتوں کو پانی پلانے والی نہ ہو، وہ تندرست اور بے داغ ہو۔

قوم موسیٰ: (اے موسیٰ!) اب آپ نے حق واضح کر دیا۔ (۴۰)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت خضر علیہ السلام سے مکالمہ:

حضرت خضر علیہ السلام کے نبی ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے، لیکن سورہ کہف کی آیت ۶۵ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نبی تھے، اگرچہ وہ مرتبے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے افضل نہیں تھے لیکن علم میں افضلیت رکھتے تھے اور اسی علم سیکھنے کے بارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے درمیان مکالمہ ہوا، جس کا ذکر قرآن مجید میں مذکور ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام: میں آپ کی تابعداری کروں؟ کہ آپ مجھے اس نیک علم کو سکھا دیں جو آپ کو سکھایا گیا ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام: آپ میرے پاس ہرگز صبر نہیں کر سکتے۔

حضرت موسیٰ ء: انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔

حضرت خضر علیہ السلام: اگر آپ میرے ساتھ چلنا چاہتے ہیں تو یاد رہے کہ کسی چیز کے بارے میں مجھ سے کچھ نہ پوچھنا، جب تک کہ میں خود اس کی نسبت کوئی تذکرہ نہ کروں۔

پھر کشتی میں سوار ہوئے، تو اس (حضرت خضر علیہ السلام) نے کشتی کے تختے توڑ دیئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام: آپ اسے توڑ رہے ہیں تا کہ کشتی والوں کو ڈبو دیں۔

حضرت خضر علیہ السلام: میں نے تو پہلے ہی تجھ سے کہہ دیا تھا کہ تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام: میری بھول پر مجھے نہ پکڑیئے۔

پھر چلے یہاں تک کہ ایک لڑکے کو پایا جسے حضرت خضر علیہ السلام نے مار ڈالا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام: آپ نے ایک پاک جان کو بغیر کسی وجہ کے مار ڈالا؟

حضرت خضر علیہ السلام: میں نے تو پہلے ہی تجھ سے کہہ دیا تھا کہ تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہیں کر سکے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام: اب اگر اس کے بعد میں آپ سے سوال کروں تو بیشک آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا۔

پھر دونوں ایک گاؤں میں پہنچے جہاں گرنے والی ایک دیوار کو درست کیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام: اگر آپ چاہتے تو اس (دیوار بنانے) پر اجرت لے لیتے۔

حضرت خضر علیہ السلام: بس یہ جدائی ہے تیرے اور میرے درمیان۔(۴۱)

اور پھر حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتایا کہ کشتی کے تختے میں نے اس لئے جدا کئے کہ جہاں یہ لوگ کشتی پر جا رہے تھے، وہاں ایک ظالم بادشاہ تھا جو کشتیوں کو ضبط کر لیتا تھا، اور جس لڑکے کو میں نے مارا اس کے والدین ایمان والے تھے، لیکن خوف ہوا کہ کہیں یہ انہیں سرکشی اور کفر سے عاجز و پریشان نہ کر دے اور دیوار کا قصہ یہ ہے کہ اس شہر میں دو یتیم بچے ہیں جن کا خزانہ اس دیوار کے نیچے دفن ہے، ان کا باپ بڑا نیک شخص تھا، تو تیرے رب کی چاہت تھی کہ یہ دونوں یتیم اپنی جوانی کی عمر میں آ کر اپنا یہ خزانہ تیرے رب کی مہربانی اور رحمت سے نکالیں، یہ تھی اصل حقیقت ان واقعات کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔(۴۲)

حضرت سلیمان علیہ السلام کا مکالمہ:

حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے تھے، حضرت داؤد علیہ السلام پر مشہور الہامی کتاب زبور نازل ہوئی تھی۔(۴۳) اللہ تعالیٰ نے انہیں لوہے کی صنعت کا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو جانوروں کی بولیوں کا علم عطا کیا گیا تھا۔(۴۴)

حضرت سلیمان علیہ السلام کا مکالمہ اس لئے منفرد حیثیت کا حامل ہے کہ اس میں چونٹیوں، ہدہد پرندے، بی بی بلقیس، سبا قوم کے سرداروں اور ایک قوی ہیکل کی بات چیت شامل ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام: لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے۔(سلمان کے لشکر میں انسان،

جن اور پرندے شامل تھے)

چیونٹی نے کہا: اے چیونٹیو! اپنے اپنے گھروں میں گھس جاؤ، ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں سلیمان اور اس کا لشکر تمہیں روند ڈالے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کا جائزہ لیا اور کہنے لگے کیا بات ہے میں ہدہد کو نہیں دیکھتا۔

ہدہد کا جواب: میں سبا کی سچی خبر تیرے پاس لایا ہوں، میں نے دیکھا کہ ان کی بادشاہت ایک عورت کر رہی ہے اور اس کا تخت بڑی عظمت والا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام: اب ہم دیکھیں گے کہ تو نے سچ کہا ہے یا جھوٹ بولا ہے اور میرا یہ خط لے جا کر انہیں دے آ۔

بی بی بلقیس: میرے سردارو! تم مجھے اس معاملے میں مشورہ دو، میں کسی امر کا قطعی فیصلہ نہیں کیا کرتی جب تک تمہاری موجودگی اور رائے نہ ہو۔

سرداروں نے کہا: ہم قوت والے ہیں اور سخت لڑنے والے ہیں آگے آپ کا اختیار ہے۔

بی بی بلقیس: بادشاہ جب کسی بستی میں گھستے ہیں تو اسے اجاڑ دیتے ہیں اور وہاں کے باعزت لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں اور یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں گے میں (اس کی خداپرستی دیکھنے کے لئے) ایک ہدیہ بھیجنے والی ہوں پھر دیکھ لوں گی کہ قاصد کیا جواب لے کر لوٹتے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام: اے قاصدو! کیا تم مال سے مجھے مدد دینا چاہتے ہو؟ مجھے تو میرے رب نے اس سے بہت بہتر دے رکھا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اعلان کیا کہ تم میں سے کوئی ہے جو ان کے مسلمان ہو کر پہنچنے سے پہلے اس کا تخت مجھے لا دے۔

ایک قوی ہیکل جن کا جواب: قبل اس کے کہ آپ اپنی اس مجلس سے اٹھیں، اس سے پہلے میں اسے آپ کے پاس لا دیتا ہوں۔

ایک علم والا انسان بولا: آپ کے پلک جھپکائیں نے بھی پہلے میں اسے آپ کے پاس پہنچا سکتا ہوں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام: جب تخت بلقیس کو اپنے پاس پایا تو فرمانے لگے، یہ میرے رب کا فضل ہے۔

جب بی بی بلقیس آئی تو اسے کہا گیا کہ کیا ایسا ہی آپ کا تخت ہے؟

حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربان: اس سے کہا گیا کہ محل میں چلی چلو، جسے دیکھ کر یہ سمجھ کر کہ یہ حوض ہے اس نے اپنی پنڈلیاں کھول دیں تو دربانوں نے کہا یہ تو شیشے سے جڑی ہوئی عمارت ہے۔

بی بی بلقیس: میرے پروردگار! اب میں سلیمان علیہ السلام کے ساتھ اللہ رب العالمین کی مطیع اور فراں بردار بنتی ہوں۔(۴۵)

بی بی بلقیس کے والد کا نام شراحیل تھا جو بڑے ملک (سبا) کے بادشاہ تھے۔(۴۶)

حضرت زکریا علیہ السلام کا مکالمہ:

حضرت زکریا علیہ السلام کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا اور بیت المقدس کی نئی تعمیر کے بعد اس کی دیکھ ل کرتے تھے، آپ خاموشی سے دعا مانگنے میں مشہور تھے، اور بڑھاپے کو پہنچنے تک اولاد کی تمنا دل ںرہی آپ اپنے وارث (اولاد) کے لئے اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے۔

حضرت زکریا علیہ السلام: اے میرے پروردگار! میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں، بڑھاپے کی وجہ سے، لیکن میں کبھی بھی تجھ سے دعا کر کے محروم نہیں رہا، مجھے اپنے مرنے کے بعد اپنی قرابت والوں کا ڈر ہے، میری بیوی بھی بانجھ ہے پس تو مجھے اپنے پاس سے وارث عطا فرما۔

اللہ سبحانہ: زکریا! ہم تجھے ایک بچے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام: میرے رب! میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا، جب کہ میری بیوی بانجھ اور میں خود بڑھاپے کو پہنچ چکا ہوں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ: مجھ پر تو یہ بالکل آسان ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام: اے پروردگار میرے لئے کوئی علامت مقرر فرما۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ: تیرے لئے علامت یہ ہے کہ تو تین راتوں تک کسی سے بول نہ سکے گا۔(۴۷)

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو فرزند یحییٰ علیہ السلام عطا فرمایا جس کو بھی نبوت عطا ہوئی۔(۴۸)

حضرت بی بی مریم، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ملائکہ میں مکالمہ:

حضرت بی بی مریم کے والد کا نام عمران (۴۹) اور والدہ نام بی بی حنہ تھا، جس نے منت مانی کہ مجھے جو بچا پیدا ہوگا اسے بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کروں گی۔ جب اسے بیٹی (بی بی مریم) پیدا ہوئی تو کہنے لگی کہ بیٹی کو کیسے وقف کروں (بیٹی تو بیٹے کی طرح نہیں ہوتی)، اللہ تعالیٰ نے بیٹی کی خدمت بھی بیت المقدس کے لئے قبول فرمائی اور ان کی کفالت حضرت زکریا علیہ السلام کے ذمے ٹھری جو پیغمبر اور بی بی صاحبہ کے خالو تھے۔ (۵۰) فرشتوں نے بی بی مریم کو خبر دی کے اللہ تعالیٰ نے تجھے برگزیدہ اور پاک کر دیا اور سارے جہاں کی عورتوں میں سے تیرا انتخاب کر لیا۔ (۵۱) اسی دوران اللہ تعالیٰ نے بی بی صاحبہ کو بیٹے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی بشارت دی تو بی بی صاحبہ اور ملائکہ کے درمیان مکالمہ ہوا۔

حضرت بی بی مریم: (جب حضرت جبرئیل علیہ السلام بی بی مریم کے گھر میں بغیر اجازت کے داخل ہوئے تو بی بی صاحبہ ڈر گئیں کہ کہیں یہ شخص بری نیت سے نہ آیا ہو، تب انہوں نے کہا) میں تجھ سے رحمان کی پناہ مانگتی ہوں، اگر تو کچھ بھی اللہ سے ڈرنے والا ہے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام: میں اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا قاصد ہوں اور تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دینے آیا ہوں۔

حضرت بی بی مریم: بھلا میرے ہاں بچہ کیسے ہو سکتا ہے؟ مجھے تو کسی بشر کا ہاتھ تک نہیں لگا اور نہ میں بدکار ہوں۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام: بات تو یہی ہے لیکن تیرے پروردگار کا ارشاد ہے کہ یہ مجھ پر بہت ہی آسان ہے۔

پھر بی بی صاحبہ حمل سے ہوگئیں اور ایک دور کی جگہ چلی گئیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے حکم ہوا کہ اگر کوئی شخص تم سے بات کرنا چاہے تو اسے کہہ دینا کہ میں نے رحمان کے نام کا روزہ رکھا ہے، میں آج کسی سے بات نہیں کروں گی، پھر جب بی بی صاحبہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو اسے اپنی قوم میں لے کر آ گئیں۔

قوم کا سوال: اے ہارون کی بہن نہ تو بری تھی نہ تیرا باپ برا تھا اور نہ ہی تیری ماں بدکار تھی۔

بی بی مریم: بچے کی طرف اشارہ کیا (یہ سوال اسی بچے سے پوچھئے)

قوم کا سوال: ہم گود کے بچے سے کیسے بات کریں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام: بچہ بول اٹھا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی اور مجھے اپنا پیغمبر بنایا ہے۔ (۵۲)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر الہامی کتاب انجیل نازل ہوئی اور ان کے ماننے والے عیسائی کہلاتے ہیں، آج دنیا میں عیسائی مذہب کے ماننے والے سب سے زیادہ ہیں۔

حضرت محمد کریم ﷺ کا کفار کے ساتھ مکالمہ:

حضرت محمد کریم ﷺ آخری پیغمبر اور رسول ہیں اور ان پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید آخری الہامی کتاب ہے۔

جب آپ ﷺ نے لوگوں کو نیک عمل کرنے اور برائی سے دور رہنے کی نصیحت کی اور ان کو آخرت کے عذاب سے آگاہ کیا تو کفار آخرت کے انکاری بنے۔ جس پر ان کے ساتھ مکالمہ ہوا۔

کفار: کیا ہم مر کر مٹی اور ہڈی ہو جائیں گے، کیا پھر بھی ہم ضرور اٹھائے جائیں گے؟

اللہ سبحانہ وتعالیٰ: (اے پیغمبر!) پوچھئے تو سہی کہ زمین اور اس کی کل چیزیں کس کی ہیں؟

کفار: فوراً جواب دیں گے کہ اللہ ہی کی ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ: (اے پیغمبر!) پوچھئے کہ تمام چیزوں کا اختیار کس کے ہاتھ میں ہے؟

کفار: اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

پیغمبر علیہ السلام: پھر تم کدھر سے جادو کر دیئے جاتے ہو۔

کفار: (صور پھونکنے کے بعد وہ لوگ کہیں گے) اے پروردگار! ہماری بدبختی ہم پر غالب آ گئی، ہم تھے ہی گمراہ، اے پروردگار! ہمیں یہاں سے نجات دے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ: پھٹکارے ہوئے یہیں پڑے رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو، پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا کہ تم کتنے برس تک زمین پر رہے۔

کفار: ایک دن یا ایک دن سے بھی کم۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ: واقعی تم وہاں بہت ہی کم رہے ہو، کاش! تم جان لیتے۔ (۵۳)

قرآن کریم کے پیش کردہ چند مکالمات آپ کی خدمت میں پیش کئے گئے ہیں تا کہ مکالمہ کے اسلوب سامنے آسکیں۔

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ فیروز الدین، فیروز اللغات (نیا ایڈیشن)، ص ۱۱۱۲، ج ۲، فیروز سنز لاہور اور وحید الزمان کیرانوی، القاموس الاصطلاحی (عربی اردو)، ص ۴۶۵، ناشر دارالاشاعت کراچی طبع اوّل

۲۔ سورہ بقرہ، آیت ۳۰

۳۔ سورہ حجر، آیات ۲۸ سے ۳۴

۴۔ شیخ محمد بن احمد، تفسیر الخطیب، ج ۲، ص ۶۷، ناشر دارالکتب العلمیہ بیروت طبع اول، سال ۲۰۰۴ء اور ابوالکلام آزاد، تجمان القرآن، ج ۲، ص ۱۹۲، ناشر اسلامی اکیڈمی لاہور، سال طبع ۱۹۷۱ء

۵۔ صلاح الدین یوسف، تفسیر قرآن، ص ۱۲۵۹، ناشر شاہ فہد قرآن پرنٹنگ کمپلیکس سعودی عربیہ۔

۶۔ سورہ ہود، آیت ۲۶ سے ۴۸

۷۔ سعید حویٰ، الاساس فی التفسیر، ج ۱، ص ۲۵۶۳، ناشر دارالسلام بیروت، طبع ثانی سال ۱۹۸۹ء

۸۔ وھبۃ زحیلی، تفسیر المنیر، ج ۶، ص ۳۷۹، ناشر دارالفکر بیروت، طبع ثانی سال ۲۰۰۳ء

۹۔ صلاح الدین یوسف، تفسیر قرآن، ص ۶۱۲، ناشر شاہ فہد قرآن پرنٹنگ کمپلیکس سعوودی عربیہ

۱۰۔ وھبۃ زحیلی، تفسیر المنیر، ج ۶، ص ۴۰۶، ناشر دارالفکر بیروت، طبع ثانی سال ۲۰۰۳ء

۱۱۔ سورہ ہود، آیت ۵۰ سے ۵۶

۱۲۔ حفظ الرحمان سیوہاروی، قصص القرآن، ج ۱، ص ۱۰۴، ناشر دارالاشاعت کراچی

۱۳۔ ایضاً، ج ۱، ص ۱۲۳

۱۴۔ سورہ ہود، آیت ۶۱ سے ۶۴

۱۵۔ سورہ ہود، آیت ۶۵ سے ۶۷ تک کا خلاصہ
۱۶۔ سعید حویٰ، الاساس فی التفسیر، ج ۵، ص ۲۵۷۶، ناشر دارالسلام بیروت، طبع ثانی، سال ۱۹۸۹ء
۱۷۔ صلاح الدین یوسف، تفسیر قرآن، ص ۴۹۔۵۰، ناشر شاہ فہد قرآن پرنٹنگ کمپلیکس سعودی عربیہ
۱۸۔ سورہ حجر، آیت ۵۲ سے ۵۸
۱۹۔ صلاح الدین یوسف، تفسیر قرآن، ص ۸۹۸، ناشر شاہ فہد قرآن پرنٹنگ کمپلیکس سعودی عربیہ
۲۰۔ سورہ انبیاء، آیت ۵۲ سے ۶۹
۲۱۔ سورہ بقرہ، آیت ۱۲۶ سے ۱۳۱
۲۲۔ صلاح الدین یوسف، تفسیر قرآن، ص ۶۲۱ ناشر شاہ فہد قرآن پرنٹنگ کمپلیکس سعودی عربیہ
۲۳۔ وھبۃ زحیلی، تفسیر المنیر، ج ۶، ص ۴۳۷، ناشر دارالفکر بیروت، طبع ثانی سال ۲۰۰۳ء
۲۴۔ سورہ ہود، آیت ۷۸ سے ۸۱
۲۵۔ سورہ ہود، آیت ۸۲
۲۶۔ محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، ج ۱، ص ۴۷۹، ناشر قدیمی کتب خانہ کراچی
۲۷۔ سورہ یوسف، آیت ۴ سے ۳۳
۲۸۔ سورہ یوسف، آیت ۵۰ اور ۵۱
۲۹۔ سورہ یوسف، آیت ۵۸ کا خلاصہ
۳۰۔ اسماعیل بن کثیر، قصص الانبیاء، ج ۱، ص ۱۸۱، ناشر مکتبہ نزار مصطفیٰ مکہ مکرمہ، طبع اوّل سال ۱۹۹۷ء
۳۱۔ وھبۃ زحیلی، تفسیر المنیر، ج ۶، ص ۴۱۵، ناشر دارالفکر بیروت، طبع ثانی سال ۲۰۰۳ء
۳۲۔ سورہ ہود، آیت ۸۴ سے ۹۳
۳۳۔ سورہ ہود، آیت ۹۴

۳۴۔ صلاح الدین یوسف، تفسیر قرآن، ص ۲۰، ناشر شاہ فہد قرآن پرنٹنگ کمپلیکس سعودی عربیہ
۳۵۔ سورہ قصص، آیت ۲۷
۳۶۔ سورہ بقرہ، آیت ۴۷
۳۷۔ سورہ بقرہ، آیات ۴۷ سے ۵۲ کا خلاصہ
۳۸۔ سورہ بقرہ، آیات ۱۱۱ اور ۱۲۰
۳۹۔ سورہ شعراء، آیات ۱۰ سے ۵۰
۴۰۔ سورہ بقرہ، آیات ۵۴ سے ۷۱
۴۱۔ سورہ کہف، آیت ۶۶ سے ۷۸
۴۲۔ سورہ کہف، آیت ۷۹ سے ۸۲ تک کا خلاصہ
۴۳۔ صلاح الدین یوسف، تفسیر قرآن، ص ۱۰۴۶، ناشر شاہ فہد قرآن پرنٹنگ کمپلیکس سعودی عربیہ
۴۴۔ ایضاً
۴۵۔ سورہ نمل، آیت ۱۶۔۴۴
۴۶۔ وھبۃ زحیلی، تفسیر المنیر، ج ۱۰، ص ۳۱۲، ناشر دار الفکر بیروت، طبع ثانی سال ۲۰۰۳ء
۴۷۔ سورہ مریم، آیات ۴ سے ۱۰
۴۸۔ سورہ مریم، آیت ۱۲
۴۹۔ انبیاء علیہم السلام کے خاندانوں میں دو عمران گزرے ہیں، ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے والد اور دوسرے حضرت مریم کے والد۔
۵۰۔ سورہ آل عمران، آیات ۳۵ سے ۳۷ تک کا خلاصہ
۵۱۔ سورہ ال عمران، آیت ۴۲
۵۲۔ سورہ مریم، آیات ۱۸ سے ۳۰
۵۳۔ سورہ مومنون، آیات ۸۲ سے ۱۱۴